TQ–Lesson 204 Surah Unkabooth Ayat 1-15 tafseer2

آیت نمبر 6۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ
ترجمہ۔ جو شخص بھی مجاہدہ کریگا اپنے ہی بھلے کے لئے کرے گا، اللہ یقیناً دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ اور جو شخص بھی مجاہدہ کرے گا، اپنے ہی بھلے کے لئے کرے گا **إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ** اللہ یقیناً دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے اب آپ دیکھیں کہ یہاں پہ ایک ہے **جَاهَدَ** ، دوسرا ہے **يُجَاهِدُ** اور جہاد کا لفظ تو پہلے بھی پڑھ چکی ہیں عام طور پر جہاد کا لفظ جب ذہن میں آتا ہے یا زبان پر آتا ہے تو فوراً اس سے مراد لوگ تلوار سمجھتے ہیں، جنگ لیتے ہیں لیکن **(ج ھ د)** اس کے معنی ہوتے ہیں کہ انتہائی کوشش، انتہائی کشمکش اور جد و جہد کرنا اور یہاں پہ لفظ آیا ہے جَاهَدَ لفظ زیادہ ہیں نا تو کیا معنی ہیں مجاہدہ کے کسی مخالف طاقت کے مقابلے میں کشمکش اور جد و جہد کرنا اور جب کسی خاص مخالف طاقت کی نشاندہی بھی نہ کی جائے معنی کیا ہیں مثلاً اب یہ جو مجاہدہ ہے صرف مکہ کے سرداروں سے نہیں ہے صرف ابلیس سے نہیں ہے بلکہ کیا ہے کہ مجاہدہ کا لفظ اگر مطلقاً استعمال کیا جائے گا تو اس کے معنی ہیں کہ یہ ایک ہمہ گیر، ہر جہتی کشمکش ہے۔ مومن کو اس دنیا میں جو کشمکش کرنی ہے تو وہ کیسی ہے؟ ہمہ گیر ہے بڑے ہی وسیع معنی رکھتی ہے مثلاً اسے شیطان سے بھی لڑنا ہے کیونکہ شیطان اس کو ہر لمحے نیکی کے نقصانات سے ڈراتا ہے اور بدی کے فائدوں کا لالچ دیتا ہے گناہوں کی لذتوں کا لالچ دیتا ہے پھر اور کیا کرنا ہے اپنے نفس سے بھی لڑنا ہے جو اسے ہر وقت اپنی خواہشات کا غلام بنانے کیلئے زور لگاتا رہتا ہے، پھر اپنے گھر سے بھی مجاہدہ کرنا ہے اور اپنے معاشرے میں ان تمام انسانوں سے مجاہدہ کرنا ہے (انسانوں سے نہیں لڑنا) ان کے نظریات سے لڑنا ہے ،اُن کے رجحانات سے لڑنا ہے، اصولِ اخلاق سے، رسم و رواج سے ،طرزِ تمدن سے ،معیشت و معاشرت کے قوانین سے وہ تمام قوانین وہ تمام اصول وہ تمام ضابطے جو دینِ حق سے ٹکراتے ہوں اُن سے لڑنا ہے مجاہدہ کرنا ہے اور اس ریاست سے بھی لڑنا ہے جو خدا کی فرمانبرداری سے آزاد رہ کر اپنا فرمان چلائے تو کیا کرنا ہے گویا کہ نیکی کو فروغ دینا ہے اور بدی کو مٹانے پر کوششیں صرف کرنی ہیں اور پھر یہ بھی مت بھولیں ایک تو پتہ چلا نا کہ مجاہدہ ہمہ گیر ہے، یہ مجاہدہ بڑا ہی وسیع معنوں میں ہے ہر جہت میں کرنا ہے اور دوسرے معنی کیا ہیں یہ مجاہدہ ایک دن دو دن کا نہیں عمر بھر کا اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ہر لمحہ کا ہے اور کسی ایک میدان میں نہیں زندگی کے ہر پہلو میں ہر محاذ پر ہے۔ تو مجاہدہ کی تعریف آپ نوٹ کر لیں مجاہدہ کرنا ہے بدی کو مٹانے کے لئے اور نیکی کو فروغ دینے کے لئے اوران تمام نظریات اور اصولوں کے خلاف جو حق سے متصادم ہوں اور ایک محاذ پر نہیں ہر محاذ پر ہے اسی کے متعلق حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "آدمی جہاد کرتا ہے خواہ کبھی ایک دفعہ بھی وہ تلوار نہ چلائے"۔ تو یہ ہے مجاہدہ کرنا اب آپ دیکھ لیں کہ کسان اپنے کھیت میں مشقت کرتا ہے تو کس لئے کرتا ہے اور کیسے کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے تو یہاں پہ بھی اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں **إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ** اللہ یقیناً دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے اگر اللہ تم سے مجاہدے کا مطالبہ کر رہا ہے تو اس کا یہ نہیں مطلب کہ اللہ کو اپنی خدائی اور حکومت قائم کرنے کے لئے تمہارے مجاہدے کی ضرورت ہے تمہاری لڑائی کے بغیر تمہارے مجاہدے کے بغیر اللہ کی خدائی قائم نہیں رہے گی بلکہ وہ کیوں کشمکش کی ہدایت کرتا ہے اس لئے کہ یہ تمہاری ترقی کا راستہ ہے اس لئے کہ اس طرح تم نکھرو گے کھرے کھوٹے میں تمیز ہوگی

تم جب آخرت کی لئے کوششیں کرو گے، جنت کے حصول کے لئے محنت کرو گے تو پھر کیا ہوگا کہ لڑائی لڑ کر اللہ پر احسان نہیں کرو گے بلکہ اپنا ہی بھلا کرو گے تو اگر کوئی انسان دین کی راہ پر چلتا ہے محنتیں کرتا ہے تو وہ کیا کرتا ہے اپنی ہی منزلیں طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا اور دین اسلام کے اس راستے پر چلنے والے جو ہیرو ہیں، مجاہدین ہیں، جو شہداء ہیں جنھوں نے عظیم مثالی قربانیاں چو دی ہیں کوئی ایک نہیں ہے بے شمار ہیں اور ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک تو ہے رسول اللہ ﷺ کی رائے کیا تھی آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کیسے سراہا؟ پھر صحابہ کیسے سراہتے تھے ؟ان کو تو کافروں نے بھی سراہا ہے اب آپ دیکھئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر میں اللہ کے سوا انسانوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا "پھر آپ نے فرمایا" پیغمبروں کے سوا سورج ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی انسان پر طلوع اور غروب نہیں ہوا" پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے سب کے احسانوں کا بدلہ چکا دیا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احسانات مجھ پر باقی ہیں" پھر آپ ﷺ نے فرمایا "امت محمدیہ میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے "**sir William more** کہتے ہیں " حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور مختصر تھا لیکن خود رسول اللہ ﷺ کے بعد دین اسلام کسی اور کا اتنا ممنونِ احسان نہیں جتنا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا"۔ اور **Addie wales** کہتے ہیں "اگر اسلام کو نسبتا کم عمر 20 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مل گئے ہوتے تو آج ساری دنیا اسلام کے حلقہ بگوش میں ہوتی "۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کےبارے میں ایک بات میں خاص طور پر بتانا چاہتی ہوں کہ جو کچھ بھی انسان کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے ان کا جثہ بڑا کمزور تھا نحیف جسم تھا لیکن دل بڑا ایمان سے مالا مال اور بےحد مضبوط اور جرأت مند دل تھا انہیں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں تھا انہوں نے کبھی مصلحت پسندی (مصلحت پوشی) سے کام نہ لیا کبھی انہوں نے اپنا فائدہ نہ سوچا معراج کی تصدیق تھی یا ایمان لانے کی بات تھی یا دولت جیسے کہ غار کا منہ کھول دیا جائے اگر دولت سے بھرا ہوا ہو تو انہوں نے اسلام کی خدمت کے لئے جو ہے اس کو کھول دیا اور حتیٰ کہ مکہ کے ایک سردار تھے ابن دغنہ انہوں نے کہا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ جیسے شخص کو مکہ چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے آپ صلح رحمی کرتے ہیں مہمان نواز ہیں حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں مصیبت زدہ جو لوگ ہیں ان کے دکھ درد میں کام آتے ہیں ہمیشہ سچی بات کرتے ہیں آپ معاشرے کی زینت ہیں میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں میرے ساتھ مکہ واپس آجائیے یہ ہجرت کے لئے ایک دن نکلے تھے لیکن یہ ان کو واپس لے کر آگئے۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اتنی قربانیاں دیں تو کس کے لئے اپنے لئے دیں اور آپ دیکھیں کہ ہجرت کے سفر میں آپ کو جو سعادت ملی ایک تو تھے رسول اللہ ﷺ اور دوسرے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تیسرا کون تھا؟ یہ تثلیث جو اتنی عالیشان تثلیث ہے یہ کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سورت التوبہ میں یہ آیتیں نازل کر دیں **ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** (40۔ سورت التوبہ) جب وہ دو میں سے دوسرا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اے ابو بکر غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے تو تیسرے کون تھے؟ اللہ رب العزت تو گویا کہ جو اصل بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ جو بھی اگر عمل کرے گا جو بھی وہ کام کرے گا تو اس کا اپنا ہی فائدہ ہے کیا فرمایا اللہ رب العزت نے کہ اگر تم کچھ عمل کرتے ہو تو تمہارے جو عمل ہیں ان سے اللہ بے نیاز ہے **اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ** اللہ یقینا دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے

آیت نمبر 7۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ
ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے اُن کی برائیاں ہم ان سے دُور کر دیں گے اور انہیں اُن کے بہترین اعمال کی جزا دیں گے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے **لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ** ہم ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دیں گے **وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ** اور ہم ضرور بہ ضرور ان کو بدلہ دیں گے **أَحْسَنَ الَّذِي** وہ جو انہوں نے بہترین اعمال کیں أَحْسَنَ احسان کے درجے کی جو نیکیاں انہوں نے کی الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ جو وہ کیا کرتے تھے۔ انہیں ان کے بہترین اعمال کی ہم جزا دیں گے تو یہاں پہ بات ہو رہی ہے ایمان کی اور ایمان کہتے ہیں تمام چیزوں کو سچے دل سے ماننا جنہیں تسلیم کرنے کی دعوت اللہ کے رسول اور اس کی کتاب نے دی ہے ان کو جاننا ان کو ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا اور یہ کیا ہے اللّٰہ اور اس کے رسول کی ہدایت کے مطابق عمل کرنا اور یہ جو عمل ہوتا ہے یہ قلب کا بھی ہوتا ہے یہ زبان کا بھی ہوتا ہے یہ اعضاء کا بھی ہوتا ہے تو دل اور دماغ کاعمل کیا ہے؟ کہ ہماری فکر، ہمارے خیالات اور ارادے پاکیزہ ہوں زبان کا عمل کیا ہے؟ کہ برائی پر زبان نہ کھولا کریں اور جب اچھی بات ہو، نیکی کی بات ہو تو زبان کو کھولا کریں اور ہمارے جسم کے اعضاء کا عمل صالح کیا ہے؟ کہ پوری زندگی اللّٰہ کی اطاعت اور بندگی میں اور اللّٰہ کے جو احکامات ہیں اس کی پابندی میں بسر کر دیں۔ اب آپ دیکھیں کہ جو بھی ایمان اور عمل صالح اختیار کرے گا اللّٰہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ پھر اس کے دو فائدے ہوں گے ،دو نتیجے بتائے گئے ہیں پہلا نتیجہ کیا ہے؟ **لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ** کہ آدمی کی برائیاں اس سے دور کر دی جائیں گی اور آپ سوچیں کہ کتنی خوبصورت بات ہے کہ اگر کسی کے جسم پر کچھ دھبے پڑ گئے ہیں اور چہرے پر کسی کے کوئی نشان پڑ جائے تو لوگ کریمیں ملتے نہیں تھکتے کبھی سوچتے ہیں سرجری کرا لیں ابھی کل ہی کوئی بتا رہا تھا کہ ان کے رشتہ داروں میں سے کسی نے 150000 روپے دے کر اپنے جسم میں سے چربی نکلوائی ہے تو انسان اپنے جسم کو سجانے کے لئے، بنانے کے لئے، خوبصورت کرنے کے لئے کیا کیا نہیں کرتا تو اصل بات کیا ہے کہ اگر کسی کپڑے پر دھبہ لگ جائے، داغ لگ جائے تو کیسی کیسی ہم چیزیں استعمال کرتے ہیں کہ دھبہ دور ہو جائے کبھی کہتے ہیں کہ کاغذ پر رکھ کر استری کریں کبھی کہتے ہیں پاؤڈر لگا دیں اوپر، کبھی کہتے ہیں فلاں ڈیٹرجنٹ وہ بہت اچھا ہے مختلف چیزیں ہم استعمال کرتے ہیں کبھی تو ہم دھبے والے نئے کپڑوں کو نکال دیتے ہیں نہیں یہ مجھے اچھے نہیں لگتے ان پر دھبے پڑے ہوئے ہیں تو اپنے اوپر، اپنے جسم پر جو دھبے ہیں وہ ہمیں اچھے نہیں لگتے لیکن ہماری زندگی میں جو داغ اور دھبے ہیں، ہماری زندگی میں جو گناہوں کے پہاڑ ہیں (کسی نے کہا کہ اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ تم نے گناہ کتنے کیے ہیں تو جب غلطی کرو تو ایک پتھر اپنے صحن میں پھینکنا شروع کرو بس جب غلطی اور گناہ کرو ایک پتھر ڈالتے جاؤ اور تھوڑے دنوں میں تمہارے گھر کے صحن میں ایک پہاڑ بن کر کھڑا ہو جائے گا) پہاڑیاں نہیں پہاڑ ہیں اور ہمارا حال کیا ہوتا ہے کہ گناہ کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ چلو پھر کیا ہوا اور پھر یہ غلطی ہو گئی اور پھر فلاں نے کرا دی اور پھر عذر اور پھر بہانے اور پھر اپنے آپ کو کہتے ہیں ننھی سی جان، چھوٹی سی، اتنی مصیبت، اتنی پریشانی اور پھر میں ایسے نہ کرتی تو پھر کیسے کرتی تو پھر اور کیا کرتی تو ترس کھاتے ہیں تو کھاتے ہی چلے جاتے ہیں منافق کیا کرتا ہے جب گناہ کرتا ہے تو ایسے جیسے کہ ناک پر مکھی بیٹھی ہوئی ہے ہاتھ ہلاؤں گا تو مکھی اڑ جائے گی اور مومن گناہ کرتا نہیں ہے مومن سے گناہ ہو جاتا ہے اور

پھر وہ کیا کرتا ہے کہ اگر اس سے گناہ ہو جائے تو اس کو ایسے لگتا ہے کہ میرے سر پر پہاڑ ہے جو میرے اوپر گر جائے گا یہ کیفیت ہوتی ہے تو پہلی بات کیا ہے کہ گناہوں کا ہم احساس کریں تو اللہ تعالیٰ تحفہ، انعام ،جزا یہ بتا رہے ہیں نمبر ایک کہ اِن کی **سَيِّئَات** کو ہم مٹا دیں گے تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ سَیِّئَات سے مراد صغائر ہے چھوٹے گناہ ہیں اللہ تعالیٰ ہر صاحب ایمان اور عمل کے ساتھ یہ معاملہ کریں گے کہ ان کی لغزشیں ان کی **کوتاہیاں** ان سے دور کر دیں گے جو نیک اعمال انہوں نے کیے ہیں تو کیا کریں گے صرف اتنا ہی نہیں کہ ان کی جزا دیں گے بلکہ ان کے جو صغیرہ گناہ ہیں وہ ان سے ہٹا دیں گے دوسرا بدلہ اللہ رب العزت کیا دیں گے **وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ** اور انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزا دیں گے تو معنی کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے ہر چھوٹے، بڑے عمل کا جو انہوں نے اللہ کے لئے کیا ہوگا حتیٰ کہ ان کے دل میں کوئی خیال بھی آیا نیکی کا اللہ اس کا بھی بدلہ دے گا اور اگر انہوں نے اللہ کی راہ میں کوئی تکلیف جھیلی ہے، اگر انہوں نے اللہ کے دین پر کوئی احسان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی بدلہ عطا کریں گے گویا کہ اعمال بہترین ہیں تو جزا اعمال سے بھی بہترین دی جائے گی کئی سو گنا ان کی سوچ اور تصور سے بھی بڑھ کر لیکن یہ جو ہے نا کہ ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں صغیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اصل بات کیا ہے کہ چھوٹے موٹے گناہ تو معاف ہو جائیں گے اگر کسی نے کسی کا حق مارا ہے وہ اللہ تعالی معاف نہیں کریں گے۔ کسی کا حق سے مراد حقوق العباد میں جو کمی بیشی کی ہے جب تک کہ وہ بندہ معاف نہ کر دے اور جہاں تک کبیرہ گناہ ہیں اللہ کا حق ہے یا بندوں کا اللہ وہ بھی معاف نہیں کرے گا اور اپنا حق ہو سکتا ہے کہ اللہ معاف کر دے ایک تو اس کے یہ معنی ہیں دوسرے ایک معنی یہ ہیں کہ ایک تو یہ ہے کہ ایمان والے لوگ ہیں اور وہ دوبارہ سے شعوری ایمان لاتے ہیں تو یہ معنی آپ نے سمجھ لئے دوسرا یہ کہ کوئی کافر تھا اور وہ ایمان لایا تو پھر کیا ہے کہ ایمان لاتے ہی سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں چھوٹے ہیں بڑے ہیں جیسے کہ صحابہ سے ہوئے تھے پہلے اور اللہ تعالی نے وہ سارے معاف کر دیئے پھر ایک معنی اس کا یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ گناہ بس اللہ معاف کرے گا جو بشری کمزوری کے تحت ہوں۔ دیدہ و دانستہ کیے جانے والے گناہ نہیں **يُصِرُّونَ عَلَى ٱلْحِنثِ ٱلْعَظِيمِ** (43- سورت الواقعہ) ایسے گناہ نہیں بلکہ بشری کمزوری کے تحت جو گناہ ہیں اور پھر تیسرے گناہ جو معاف کر دیئے جائیں گے اس کا ایک اور معنی بتایا جاتا ہے وہ کیا ہے؟ کہ جب انسان ایمان اور عمل صالح کے راستے پر چل پڑتا ہے تو اللہ تعالی اس کی کمزوریوں کو اس سے دور کرتا چلا جاتا ہے اس کو نیکی کے مواقع فراہم کرتا چلا جاتا ہے۔ ہر گناہ ایک اور گناہ کو کھینچ کر لاتا ہے ہر نیکی ایک اور نیکی کے لئے دروازہ کھولتی ہے تو جب کوئی شخص گناہوں میں دھنستا چلا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ اب وہ گناہوں کی طرف بڑھ رہا ہے ایک گناہ کے بعد دوسرا ایک برائی کے بعد دوسری برائی اگر کوئی شخص ایک نیکی کرتا ہے پھر اس کو دوسری کی توفیق ہو پھر تیسری کی توفیق ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ اس کے گناہ معاف کر رہے ہیں اللہ اس کی توبہ کو قبول کر رہے ہیں اللہ اس کو نیکیوں کے راستے پر بڑھاتے چلے جا رہے ہیں پھر آیت نمبر 8 میں فرمایا

آیت نمبر 8۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

ترجمہ۔ ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبُود) کو شریک ٹھیرائے جسے تو (میرے شریک کی حیثیت

سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر میری ہی طرف تم سب کو پلٹ کر آنا ہے، پھر میں تم کو بتا دوں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا اور ہم نے وصیت کی انسان کو، اور ہم نے ہدایت کی انسان کو **بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا** کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرے **وَإِنْ جَاهَدَاكَ** اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں **جَاهَدَاكَ اب آپ دیکھیں جَاهَدَانِ** تھا نون گر چکا ہے **جاهَدَا، مُجَاهَدَا** اب یہاں پر تلوار سےجہاد والی بات نہیں بلکہ کیا ہے اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں، اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں۔ زور کس چیز کا ؟ **لِتُشْرِكَ** تاکہ توشرک کرے **بِي** میرے ساتھ،اللّٰہ کے ساتھ تو ایسےکو معبود ٹھہرائے **مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ** نہیں ہے تیرے پاس اس کا کوئی علم،جسے تومیرے شریک کی حیثیت سے جانتا ہی نہیں کہ اسکا کوئی ایسا تعارف نہیں ہے کہ کائنات کو چلانے میں رزق دینے میں ،تیرا کوئی بھی کام کرنے میں اسکا کوئی کردار ہو تیرے پاس کوئی علم نہیں ہے لیکن والدین تجھ پر زور ڈالتے ہیں تو کیا کرنا **فَلَا تُطِعْهُمَا**ؕ تو ان دونوں کا کہنا نا ماننا ،انکی اطاعت نہ کرنا کیوں ؟ **إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ** تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے **فَأُنَبِّئُكُمْ** بس میں تم کو بتا دوں گا **بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** کہ تم کیسے عمل کرتے رہے اب آپ دیکھئے کہ اوپر کی آیات میں آپ نے آزمائش کے بارے میں پڑھا کہ ایمان اور آزمائش لازم اور ملزوم ہیں یہاں پہ اللّٰہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ آزمائش کا ایک بڑا حصہ کیا ہے کہ گھر کی آزمائش اور ماں باپ کے حقوق گو کہ ہیں اور بہت زیادہ ہیں لیکن اللّٰہ کے حقوق ماں باپ سے بھی بڑھ کر ہیں اور ماں باپ کے حقوق کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں لیکن اللّٰہ کے حقوق کے تحت ہیں اور (اس آیت کے بارے میں ہمیں روایت ملتی ہے مسلم، ترمذی، احمد، ابو داؤد اور نسائی کی) کہ یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ کون تھے؟ یہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور 18,19 سال کے نوجوان تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا ان کی والدہ کا نام حمنہ بنت ابوسفیان تھا اور جب یہ مسلمان ہو گئے تو ان کی والدہ کو پتہ چلا تو اس نے کہا کہ جب تک تو محمد ﷺ کا انکار نہ کرے گا نہ میں کھاؤں گی، نہ پیوں گی، نہ سائے میں بیٹھوں گی ماں کا حق ادا کرنا تو اللّٰہ کا حکم ہے تو میری بات نہ مانے گا تو اللّٰہ کی نافرمانی بھی کرے گا اس بات پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ بہت زیادہ پریشان ہوئے اور رسول اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں جا کر معاملہ عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ مکہ میں اور بھی ایسے نوجوان ہوں جو اس طرح کے حالات سے دو چار تھے کیونکہ ابتدائی دور میں جب لوگ مسلمان ہوئے تھے تو ایسا تھا کسی کا بیٹا، کسی کی بیٹی، کسی کا شوہر ،کسی کی بیوی، کسی کی بہن، کسی کا بھائی تو مختلف لوگ جو تھے انہوں نے اسلام قبول کیا تھا تو اب جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ نے اسلام کو قبول کر لیا تو ان کی والدہ نے ان کو شرک کرنے پر مجبور کیا تو کہتے ہیں کہ ان کی والدہ یہ بھی کہتی تھی کہ تیری ماں ہوں اور تیرے اللّٰہ نے حکم دیا ہے کہ تُو اپنے والدین کا کہنا مان اور جو میں تجھے کہہ رہی ہوں تجھے وہ کہنا پھر ماننا چاہیے اور کہتے ہیں اس نے تین دن تک نہ کچھ کھایا، نہ پیا اور نہ ہی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ سے بات کی تین دن کے بعد اسے غش آ گیا تو اس کے ایک دوسرے بیٹے عمارہ نے اسے پانی پلایا جب اسے ہوش آیا تو وہ حضرت سعد رضی اللّٰہ عنہ کے حق میں بددعا کرنے لگی یہاں تک کہ اللّٰہ رب العزت نے اس آیت کو نازل کر دیا اور اب دیکھئے کہ ایک طرف والدہ ہے دوسری طرف دین اسلام ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ بڑے ہی پریشان ہیں اور یہ جو آزمائش ہوتی ہے والدین کی یہ بڑی سخت ہوتی ہے کوئی شخص کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو لیکن والدین کے لئے وہ بڑا ہی شفیق نرم دل محبت کرنے والا والدین سے پیار کرنے والا ہوتا ہے کیونکہ اس

آیت میں بھی اللہ رب العزت جو بات کہہ رہے ہیں وہ کیاہے ؟ **وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا** ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ انسانوں میں سب سے بڑا حق اگر کسی کا کسی انسان پر ہے تو اس کے والدین کا ہے اور آپ دیکھیں آپ پیچھے بھی پڑھ چکی ہیں **وَبِالْوالِدَيْنِ إِحْساناً (23۔ سورت الاسراء)** وہاں پہ مصدر کی شکل میں **إِحْساناً** کہ والدین کے ساتھ جو معاملہ کرنا ہے تو بس احسان سے کم درجہ کی نیکی نہیں کرنی **احسان** ان کی خدمت بھی کرنی ہے، ان کی اطاعت بھی کرنی ہے، ان کا کہنا بھی ماننا ہے، ان کو خوش بھی کرنا ہے، ان کو راضی بھی کرنا ہے پوری رات ان کے لئے جاگنا پڑے پورا دن ان کے لئے محنت اور مشقت کرنی پڑے تو کرنے میں کمی نہیں کرنی کیونکہ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں کبھی **إِحْساناً** کہا اور یہاں پہ **حُسْنًا** کہہ دیا حسن۔ والدین کے ساتھ نیکی حسن ہی حسن ہے اس سے کم نہیں اور حسن کیا ہوتا ہے حسین۔ کسی خوبصورت حسین دلہن کا آپ تصور کریں آپ چاند کو دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں وہ بہت حسین ہے آپ پھولوں بھری کیاری کو دیکھتی ہیں ،باغ کو دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں منظر بہت خوبصورت تھا آپ بازار میں جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ چیز بڑی خوبصورت ہے بڑی حسین ہے تو والدین کے ساتھ جو نیکی کرنی ہے، جو ان کی خدمت کرنی ہے، جو ان کی اطاعت کرنی ہے، جو ان کا خیال رکھنا ہے تو حسن سے کم نہیں اب یہ نہیں کہ ماں کو چائے چاہیے تو بیٹی کہے کہ **"ہوں"** امی مجھے ہی کہتی رہتی ہیں پھر اب یہ کہ بڑبڑا بھی رہی ہے بیٹی یا بیٹا اور اب چائے بھی بناتا جا رہا ہے پھر اس کے بعد کیا کرتا ہے کہ زور سے پٹک کے کپ کو سامنے رکھتا ہے یہ لیں چائے تو یہ چائے تو ہے لیکن احسان کے درجے کی نہیں حُسن اس کے اندر نہیں ہے اور اگر بڑبڑاتے اٹھ کر چائے دی ہے تو بھی اس میں حسن نہیں ہے بڑی ناراضگی کے ساتھ دی ہے پھر اسی طرح اگر والدین کو بوجھ سمجھ کر اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے یہ کیا مصیبت ہے ،روک ٹوک، منع کرنا اور پھر عیش اور معاشرے کے اندر جو مزے کرنے ہیں وہ کر نہیں سکتے اور کبھی کبھار پھولوں کا گلدستہ دے دینا ماں کا عالمی دن اور باپ کا عالمی دن مناتے ہوئے یہ احسان کے درجے کی نیکی نہیں ہے لوگو! یا کبھی کبھار والدین کو پیسے دے دینا یا کبھی کبھار ان کو عید پر جوڑا بنا دینا یا کبھی فون کر کے خیریت پوچھ لینا یہ احسان کے درجے کی نیکی نہیں ہے آپ چھوٹے سے تھے اور گوشت کا لوتھڑا تھے تو اللہ کے بعد جس کا سب سے زیادہ ہم پر احسان ہے وہ ہمارے والدین کا ہے ساری زندگی ان کی خدمت کرتے رہیں تو بھی نیکی کا حق ادا نہیں ہو سکتا ان کی نیکی جو انہوں نے ہم سے کی ہم گوشت کا لوتھڑا تھے انہوں نے بنا کر اور پال پوس کر یہاں تک پہنچایا اب وہ ہڈیوں کا ڈھانچا ہیں اور ہماری گود میں ہیں اور ہم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں تو بحرحال اب یہاں پہ احسان کے درجے کی نیکی کا حکم تو اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں مکی دور کی یہ سورت ہے لیکن ساتھ یہ بتا رہے ہیں کہ میرا حق والدین کے حق پر مقدم ہے اگر تمہارے والدین تمہیں کسی برائی کی دعوت دیں شرک کرنے کی دعوت دیں تو تم اپنے والدین کا کہنا نہ ماننا تو یہاں پہ بڑی اصولی بات سامنے آگئی اور وہ اصولی بات کیا ہے کہ بے شک ماں باپ کا حق ہے کہ اولاد ان کی خدمت کرے، ان کا احترام کرے، ان کی اطاعت کرے لیکن یہ حق نہیں ہے کہ اب آدمی والدین کی اندھی تقلید کرے جیسے بعض والدین کہتے ہیں کہ آباؤاجداد کی رسموں کو نبھایا جائے جو اسلام سے ہٹ کر ہیں تو پھر ان کو نہیں نبھانا بعض والدین یہ چاہتے ہیں کہ ان کی جو خواہشات ہیں گو کے غلط ہیں مثلاً رشتہ داروں سے کٹ کر رہا جائے مثلاً بہن بھائی آپس میں نہ ملیں مثلاً وراثت میں حصہ نہیں دینا مثلاً شرک کیا جائے یا فلاں مزار پر جا کر چڑھاوا چڑھایا جائے تو یہاں سے بیٹا جاتا ہے، بہو جاتی ہے جاتے ہی سب سے پہلے جائے چڑھاوا چڑھائے چونکہ والدین کو تو پھر ناراض نہیں کرنا تو یہ چیزیں سب کیا ہیں یہ چیزیں گمراہی میں آتی ہیں اور کسی کی بھی شخصی تقلید نہیں کی جا سکتی خواہ وہ

والدین کیوں نہ ہو اگر وہ برائی کی دعوت دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ مضمون جو بار بار بیان ہوا ہے **وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً** آپ دیکھیں تمام مذہب تمام معاشرے اس بات پر متفق ہیں کہ والدین کی اطاعت اور خدمت کرنی چاہیے لیکن اللہ کی نافرمانی نہیں اگر اللہ کی نافرمانی کی تو پھر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا اور ساتھ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا** کہ اگر وہ اس بات پر زور دیں کہ تُو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم بھی نہیں ہے تو تُو ان کا کہنا نہ ماننا دونوں کا کہنا نہیں ماننا اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر جو بات پتہ چلتی ہے وہ کیا ہے **مَا لَيْسَ لَكَ** پھر آگیا **لَكَ** تو تاکید کے لئے یہ لفظ آیا ہے کہ تم لوگوں کو تو پتہ ہی نہیں ہے ایسے ہی جیسے اللہ علم الغیب ہے اور بہت سے معبود اور بہت سے خدا بنا لئے جائیں تو یہ چیز کیا ہے یہ اللہ کی نافرمانی میں آتی ہے اور کہتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کشمکش میں تھے کہ اب کیا کریں تو لوگ بھی آ کر ان کو کہتے تھے کہ دیکھو اگر تم نے اپنی ماں کا کہنا نہ مانا وہ دھوپ میں ہے، وہ کھانا نہیں کھا رہی، وہ کنگھی نہیں کر رہی، وہ پیاسی ہے وہ مر جائے گی اور پھر تم گویا کہ اپنی ماں کے قاتل ہو گئے تو اب سوچیں کہ ایسے میں انسان کتنی سخت پریشانی میں ہوتا ہے اور کتنی سخت آزمائش میں ہوتا ہے تو یہاں پر اللہ رب العزت اصول کے طور پر جو بات سامنے رکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ والدین کی وہ بات نہیں ماننی جو اللہ کی نافرمانی والی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافر مانی ہوتی ہو تو گویا کہ ایک مسلمان کی پوری زندگی سخت مجاہدے کی زندگی ہے خواہ وہ گھر کے اندر کی ہو یا گھر کے باہر کی ہو یہ **حدیث کا مفہوم** بھی آپ یاد کرلیں کہ ”خالق کی نافر مانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں“۔ تو انسان پر تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ جس کا حق ہے وہ اس کے ماں باپ ہیں مگر ہر چیز کی ایک حد ہے اسی طرح ماں باپ کے حقوق کی بھی ایک حد ہے اور وہ حد کیا ہے؟ جہاں ماں باپ کے حقوق اللہ کے حقوق سے ٹکرانے لگے اگر ماں باپ کے مطالبات اللہ کے احکامات سے ٹکرانے لگیں وہاں ماں باپ کی حد ختم ہو جاتی ہے اور پھر اللہ کی اطاعت کرنی ضروری ہوتی ہے اور یہاں یہ وصیت کی جارہی ہے ایک طرف والدین کے حقوق ادا کرنے کی وصیت ہے تاکیدی حکم ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ یہ بات بتا رہے ہیں لیکن شرک نہیں کرنا میری نافر مانی نہیں کرنی **إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ** پھر میری ہی طرف تم کو آنا ہے **فَأُنَبِّئُكُمْ** پھر میں تم کو بتا دوں گا **بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** کہ تم کیا کرتے رہے

آیت نمبر 9۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہوں گے اُن کو ہم ضرور صالحین میں داخل کریں گے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور رہے وہ لوگ جو ایمان لائے ہوں گے اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہوں گے **لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ** ان کو ہم ضرور صالحین میں داخل کریں گے اب آپ دیکھئے ایمان، عمل صالح کی بات ابھی پیچھے تو پڑھی تھی تو اصل بات کیا ہے کہ یہ جو آیت نمبر 8 ہے اس میں تنبیہ کا پہلو بہت نمایاں ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہے ڈرایا کس چیز سے ہے؟ کہ ایمان اور عمل صالح جب کرو تو ایسا نہ ہو کہ کسی انسان کا خواہ وہ والدین ہی کیوں نہ ہو اس کا کہنا مانتے ہوئے میری نا فرمانی کر لو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ یہ کہتے ہیں اس لئے ہم یہ مشرکانہ رسمیں کرتے ہیں، ہم یہ بدعتیں کرتے ہیں، ہم یہ غلط کام کرتے ہیں، وراثت کی تقسیم ٹھیک اس لئے نہیں کر رہے کہ والدین نہیں کرنے دے رہے انہوں نے فلاں بہن یا بھائی کو عاق کر دیا ہے۔ والدین کو کسی کو وراثت میں سے عاق کرنے کا کوئی حق ہی حاصل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے سورت النساء میں اس

کی تفصیلات دی ہیں کہ میں نے یہ حصے کر دیئے ہیں اور یہ کیا ہے فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ یہاں پڑھ چکیں تو اسی طرح عملی زندگی میں آپ چھٹی جاتے ہیں ماں کیا کہتی ہے میں نے تجھ سے راضی نہیں ہونا فلاں بہن سے نہیں، ملنا فلاں ماموں سے نہیں ملنا، فلاں خالہ سے نہیں ملنا، ددھیال والوں کو منہ نہ ان کو دکھانا بڑا انہوں نے ہمیں ستایا ہے اور بعض مائیں کہتیں ہیں کہ باپ سے نہ ملو بعض باپ یہ کہتے ہیں کہ ماں سے نہ ملو یعنی ماں باپ کے درمیان بھی بعض وقت کشید گی ہوتی ہے اولاد کی کیا ذمہ داری ہے ماں کو ماں کی جگہ پہ باپ کو باپ کی جگہ پہ، والدین کو والدین کی جگہ پہ رشتہ داروں کو رشتہ داروں کی جگہ پہ تو یہ ہے اصل بات کہ جب اللہ تعالی نے ڈرایا کہ پھر میری ہی طرف آؤگے پھر میں تمہیں پوچھوں گا کہ تم نے کیا کیا میں بتاؤں گا تمہیں تمہارے عمل کیسے تھے کتنا ڈرانے والی بات ہے نا میری نافرمانی پھر میں پوچھوں گا پھر میں تمہاری پکڑ کروں گا اور پھر اللہ تعالی اس لئے تسلی دیتے ہیں کہ اگر تم نے اپنے حسب اور نسب کو بھی میری محبت پہ قربان کر دیا جیسا کےحضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کیا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے لئے خواہش تو کرتے رہے لیکن اللہ کی نا فرمانی نہیں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے حسب اور نسب کو قربان کیا۔ تو اسلام کی تاریخ قربانیوں سے بھری پڑی ہے تو وہ لوگ جو حسب اور نسب کو قربان کر دیں گے پہلے ذکر تھا شروع کی آیتوں میں ہر طرح کی قربانی کا یہاں پہ خاص طور پر گھر کی قربانی کا، والدین کی قربانی کا، کس طرح کی قربانی؟ کہ اگر وہ برائی کا کہیں اور مکہ میں کوئی گھر ایسا نہیں تھا جس میں اسلام نہ پہنچا ہو لیکن پورے گھر والے نہیں کسی سے کوئی تو کسی سے کوئی تو اس لئے یہ بتانا ضروری تھا کہ حسب نسب کو اللہ کی محبت پر قربان کرنا ہے اگر ضرورت پیش آ جائے پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ یہاں پر ایمان اور عمل صالح کا کیا انعام بتا رہے ہیں **لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ** اللہ ضرور ان کو صالحین میں داخل کر لیں گے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا دعا کی تھی **وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ** (19۔ سورت النمل) میں آپ پڑھ چکیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا کہا **وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ** (122۔ سورت النحل) کے بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام **الصَّالِحِينَ** میں سے تھے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے گویا کہ ایمان اور عمل صالح کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ یہ انعام دیں گے کہ ان کو اپنے خالص اور مخلص بندوں میں شامل کر لیں گے اور اللہ کے خالص اور مخلص بندے کون ہیں جو پیغمبر ہیں, اس کے بعد جو **الصَّالِحِينَ** ہیں تو اس طرح ایمان اور عمل صالح کرنے والے بھی **صَّالِحِينَ** میں اور انبیاء کے گروہ میں شامل کر لئے جائیں گے ایسے ہی نہیں مختلف آزمائشوں سے گزار کر آزمائشوں کی چکی میں پسنے کے بعد ہر دعویٰ کرنے والے کو نہیں شامل کیا جائے گا

"ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں"

" تیرا کرم کے چنا ہے امتحان کے لئے "

تو اصل بات کیا ہے وہی لوگ وہاں پہ جائیں گے جو امتحان کی کسوٹیوں میں اپنے آپ کو کھرا ثابت کریں گے

آیت نمبر 10۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ

ترجمہ۔ لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر مگر جب وہ اللہ کے معاملہ میں ستایا گیا تو اس نے لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیا اب اگر تیرے

رب کی طرف سے فتح و نصرت آ گئی تو یہی شخص کہے گا کہ "ہم تو تمہارے ساتھ تھے" کیا دنیا والوں کے دلوں کا حال اللہ کو بخوبی معلوم نہیں ہے؟

یہ جو آیت نمبر 10 ہے اس میں اللہ رب العزت کیا بتا رہے ہیں کہ اہل ایمان یعنی جو ایمان لانے کا دعوٰی کرتے ہیں بس دعوٰی ہی کرتے ہیں اور کچھ کرنا کرانا نہیں چاہتے ان کو تنبیہ کر رہے ہیں اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے **آمَنَّا بِاللَّهِ** کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں **فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ** اور جب وہ اللہ کے بارے میں، اللہ کے معاملے میں آزمایا گیا اب آپ دیکھیں **فِي اللَّهِ** اب **فِي** کا مطلب کیا ہے ؟ الدینِ اللہ، اسلام ،توحید، پیغمبر پر ایمان لانا، کتاب پر ایمان لانا **فِي اللَّهِ** یعنی اللہ نے جس چیز کا حکم دیا ہے۔ جب وہ اللہ کے معاملے میں **أُوذِيَ** ستایا گیا یہ ماضی مجہول ہے **جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ** تو اس نے سمجھ لیا، بنا لیا **فِتْنَةَ النَّاسِ** لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش کو، لوگوں کا جو فتنہ تھا، اس کو کیا سمجھا؟ اللہ کے عذاب کی طرح اس نے سمجھ لیا یعنی بندوں کی دی ہوئی تکلیفوں سے اتنا ڈرا کہ ایمان اور نیکی کو چھوڑ دیا اب مکہ میں بھی بعض لوگ ایمان لائے جب کافروں نے دھمکیاں دیں مارا پیٹا تو کیا کیا کہ انہوں نے سمجھا کہ بس یہی کچھ ہے دوزخ ، یہی کچھ ہے مصیبت اور انہوں نے کیا کیا؟ کہ انہوں نے سوچا کہ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کے ساتھ مل جانا چاہیے دنیا کی زندگی تو خیریت سے گزاریں پھر دیکھا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ یہاں پہ ایسے لوگوں کا تعارف کروا رہے ہیں جو لوگوں کی دی ہوئی تکلیفوں کو اتنا عظیم سمجھتے ہیں جیسے کہ اللہ کی بنائی ہوئی دوزخ اور جہنم **وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ** اور اگر آجائے تیرے رب کی طرف سے فتح، نصرت **لَيَقُولُنَّ** تو وہ ضرور کہیں گے **إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ** کہ بے شک ہم تمہارے ساتھ تھے **أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ** کیا دنیا والوں کے دلوں کا حال اللہ کو بہ خوبی معلوم نہیں ہے **أَوَلَيْسَ اللَّهُ** کیا نہیں ہے اللہ **بِأَعْلَمَ** زیادہ جاننے والا **بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ** کہ دنیا والوں کے دل کے اندر کیا ہے۔ اب ایک شخص جو اپنے آپ کو مومن کہتا ہے مگر حال کیا ہے کہ مومن بننے سے اگر فائدے ملتے ہیں تو بڑھ چڑھ کر مومن ہونے کا اظہار کرتا ہے اور جب مومن بننے میں دنیا کے نقصانات نظر آتے ہیں تو فوراً واپس جانے لگتا ہے تو قرآن کی اصطلاح میں ایسے آدمی کو کیا کہتے ہیں منافق کہتے ہیں۔ سورت التوبہ ،سورت المائدہ اور پچھلی سورتوں کو اگر آپ دیکھیں تو بے شمار ایسی آیتیں اور مثالیں آپ کو ملیں گی جس میں منافقانہ کردار سامنے نظر آتا ہے تو اس آیت میں بھی منافقانہ کردار بتایا گیا ہے فتح ہوتی ہوئی نظر آئے تو کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ تھے اگر مالِ غنیمت ملنے لگے تو کہا کہ اصل میں مجبوری نے روک رکھا تھا ورنہ دل تو تم لوگوں کے ساتھ ہی تھا تو جہاں فائدے نظر آئے وہیں جھکاؤ ہو گیا اب جو آیت نمبر 11 ہے اس میں اللہ رب العزت کہتے ہیں

آیت نمبر 11۔ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ
ترجمہ۔ اور اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہی ہے کہ ایمان لانے والے کون ہیں اور منافق کون

اللہ کو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ ایمان لانے والے کون ہیں اور منافق کون ہے اب یہاں پر اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اصل میں مخلصین کے ساتھ منافق مل گئے ہیں، کھروں کے ساتھ کھوٹے بھی ملے گئے ہیں تو اللہ کا طریقہ کیا ہے کہ کھرے اور کھوٹے کو چھانٹ دے اور کھرے اور کھوٹے کو اللہ یوں ہی چھانٹ کر الگ کرتا ہے آزمائشوں کی بھٹی میں ڈال کر اپنے علم کی بنا پر نہیں۔ کیا کہا **وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا** اور اللہ کو ضرور با ضرور یہ دیکھنا ہے وہ کون سے لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں **وَلَيَعْلَمَنَّ**

الْمُنَافِقِينَ اور وہ کون سے ہیں جو کہ منافق ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ رب العزت آزمائشوں میں اس لئے مبتلا کرتا ہے، آزمائشوں کی چکی میں اس لئے ڈالتا ہے، آزمائشوں کی بھٹی سے اس لئے گزارتا ہے، تاکہ مومنوں کا ایمان اور منافقوں کا نفاق کھل جائے کیونکہ ایمان بھی دل کے اندر ہوتا ہے اور نفاق بھی دل کے اندر ہوتا ہے تو جب آزمائش آتی ہے تو کھل کر پتہ چلتا ہے جیسے مصیبت میں پتہ چلتا ہے کہ دوست کون ہے، شوہر کا پتہ چلتا ہے کہ وہ وفادار کتنا ہے بیوی کا پتہ چلتا ہے کہ وہ وفادار کتنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ—(**179۔ سورت آل عمران) اللہ مومنوں کو ہرگز اس حالت میں رہنے دینے والا نہیں ہے جس میں تم اس وقت ہو صادق الایمان اور منافق سب ملے جلے ہیں وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ نمایاں کر کے رہے گا۔ آزمائشیں کیوں آتی ہیں لوگ بار بار کہتے ہیں کہ ہم پہ یہ آزمائش کیوں آگئی کسی کے گھر پہ بیٹا بیمار ہوا تو پھر ماں بیمار ہوگئی، ایک نوکری چھوٹی تھی دوسری بھی چھوٹ گئی، ایک پہلے ہی بڑی سخت آزمائش تھی اوپر سے اس سے بھی زیادہ سخت آگئی تو یہ بات یاد رکھیں نمبر ایک آزمائش ضرور آتی ہے کھرے اور کھوٹے کی پرکھ کرنے کے لئے نمبر دو پھر وہ آزمائش کیسی آتی ہے بڑی یا چھوٹی جس کا ایمان جتنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے اس پر اتنی سخت آزمائش آتی ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی **حدیث** سے کیا پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء پر آئی اس کے بعد جو ان سے کم ایمان والے تھے پھر جو ان سے بھی کم ایمان والے تھے تو جو ایمان میں جتنا کمزور ہوتا ہے اس پر اتنی کم آزمائش آتی ہے جو جتنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے اتنی سخت آزمائش آتی ہے۔